Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Role of the Principles of Hadith in the Acceptability of Sufi Narrations

صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا کردار

Dr. Muhammad Fakhar ud Din
Lecturer, Department of Islamic Studies and Research. UST, Bannu
fakhar.08@gmail.com

Abstract
This critical work examines the critical role of the principles of Hadith (Usul al-Hadith) in establishing the authenticity and acceptability of Sufi traditions (Sufiyana Riwayat). It discusses how Sufi traditions, including virtues of deeds (Fada'il al-A'mal), remembrances and invocations (Dhikr wa Adhkar), miracles of saints (Karamat al-Awliya), and spiritual discourses (Malfuzat), need to be assessed by the strict standards of Hadith sciences to ensure that they concur with Shariah. The article starts by defining the status quo of the Quran and Sunnah as the main sources of Sufism and that true Tasawwuf is the inner aspect of Islam and not another system. It examines the historical connection between Muhaddithin (Hadith scholars) and Sufis with such notable Muhaddith-Sufi as Imam al-Ghazali, Imam al-Nawawi, and Shaykh Abdul Qadir al-Jilani who combined Hadith scholarship with spiritual cleansing. It also talks of important principles of Hadith such as sanad (chain of transmission), matn (text) critique, shudhudh (irregularity) avoidance, and illah (defect concealed). Real life examples are given based on the narrations of Dhikr, Karamat and Malfuzat in order to show how these criteria differentiate genuine Sufi teachings and those that are fabricated or weak. The spreading of fake Sufi stories and forged Hadiths faster than ever on the modern digital platform has increased the necessity of Usul al-Hadith. The article emphasizes the essence of these values in guiding the younger generation, purifying Tasawwuf of innovations and superstitions and bringing its revival as a scholarly discipline. Through the application of the Hadith methodology, Sufi traditions may be maintained in the spirit of its original purpose; they should foster moral and spiritual excellence, and be well rooted in the Quran and Sunnah. The paper finds that Usul al-Hadith is a crucial protection of the integrity of Sufism both in classical and modern contexts.

Keywords: *Principles of Hadith, Sufi narrations, Usul al-Hadith, Tasawwuf, authenticity of Hadith, Karamat, Malfuzat, Sufi-Hadith scholars, digital age and Hadith, spiritual purification, Shariah and Tariqah harmony*

تمہید

اسلام میں قرآن وسنت کی بنیادی حیثیت

اسلام میں قرآن مجید اور سنتِ نبوی ﷺ کی حیثیت بنیادی اور غیر متزلزل ہے، کیونکہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانیت کی ہدایت کے لیے نازل ہونے والے دو لازمی ماخذ ہیں۔ قرآن حکیم اللہ کا کلام ہے جو عقائد، احکام، اخلاقیات اور معاشرت کی بنیادیں فراہم کرتا ہے، جبکہ سنتِ نبوی ﷺ اسی قرآن کی عملی تفسیر، تشریح اور اطلاق کا ذریعہ ہے۔ محدثین اور فقہا کے نزدیک سنت کے بغیر قرآن کی مکمل فہم ممکن نہیں، کیونکہ حدیث نبوی ﷺ نہ صرف قرآن کے مجمل احکام کی تفصیل دیتی ہے بلکہ امت کو عملی نمونہ بھی پیش کرتی ہے۔ Gambari (2023) کے تجزیاتی مطالعے کے مطابق، صوفیاء کرام بھی اسی اصول کو تسلیم کرتے ہیں کہ تصوف کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے اور کوئی بھی صوفیانہ روایت اگر ان دونوں سے متصادم ہو تو اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ عصر حاضر میں جہاں مغربی سیکولرزم اور مادّیت نے روحانی اقدار کو چیلنج کیا ہے، قرآن و سنت کی یہ جوڑی مسلمانوں کو فکری اور روحانی استحکام بخشتی ہے۔ تاہم صوفیانہ روایات کی قبولیت اسی وقت ممکن ہے جب وہ اصولِ حدیث کے دائرے میں رہیں، ورنہ وہ صرف ذاتی تجربات یا عرفانی جذبات کی عکاسی بن کر رہ جائیں گی۔ لہٰذا قرآن و سنت کی بنیادی حیثیت کو تسلیم کیے بغیر صوفیانہ روایات کی قبولیت کا کوئی جواز نہیں بن سکتا، کیونکہ تصوف اسلام کا اندرونی پہلو ہے نہ کہ اس سے الگ کوئی نظام۔

صوفیانہ روایات سے مراد

صوفیانہ روایات سے مراد وہ منقولات ہیں جو فضائلِ اعمال، کراماتِ اولیاء، اذکار و اشغال، سلوکِ طریقت اور روحانی تربیت سے متعلق ہیں اور جو صوفیاء کرام کی تحریروں، ملفوظات اور سلسلوں کے ذریعے منتقل ہوتی رہیں۔ یہ روایات محض تاریخی واقعات نہیں بلکہ روحانی تجربات، باطنی بصیرت (کشف) اور قلب کی پاکیزگی پر مبنی ہیں جو طالبِ حق کو اللہ کی طرف سفر میں رہنمائی کرتی ہیں۔ Isnaini et al. (2025) کے مطابق، صوفیاء حدیث کی تفسیر میں (esoteric باطنی hermeneutics) کا استعمال کرتے ہیں جس میں ظاہری متن کے ساتھ ساتھ روحانی مراد اور مقاصدِ شریعت پر زور دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کراماتِ اولیاء کی روایات فضائلِ تقویٰ اور توکل کی ترغیب دیتی ہیں، جبکہ اذکار و سلوک سے متعلق منقولات طالبِ سلوک کو تزکیۂ نفس کا عملی طریقہ سکھاتی ہیں۔ تاہم یہ روایات اگر سند اور متن کے اصولِ حدیث سے مطابقت نہ رکھیں تو انہیں قبول کرنے سے فکری انتشار پیدا ہو سکتا ہے۔ عصرِ حاضر میں جہاں سوشل میڈیا پر جعلی کرامات اور غیر مستند ملفوظات وائرل ہو رہے ہیں، صوفیانہ روایات کی یہ تعریف اہم ہو جاتی ہے کہ وہ قرآن و سنت کے دائرے میں رہ کر ہی معتبر ہیں۔ لہٰذا صوفیانہ روایات تصوف کی روح ہیں مگر ان کی قبولیت کا معیار اصولِ حدیث ہی ہے جو انہیں شریعت سے ہم آہنگ رکھتا ہے۔

قبولیتِ روایات میں اصولِ حدیث کی ضرورت

صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا کردار مرکزی اور ناگزیر ہے، کیونکہ یہ اصول سند کی صحت، راویوں کی عدالت و ضبط، متن کی عدم تضاد اور شانِ ورود کی جانچ کرتے ہیں۔ صوفیاء کرام خود محدث تھے اور انہوں نے تصوف کو حدیث کی روشنی میں ہی بیان کیا، مگر بعض ضعیف یا موضوع روایات کو فضائل کے لیے قبول کرنے کی روایت نے بعض حلقوں میں تنقید کا باعث بنایا۔ Gambari (2023) نے واضح کیا ہے کہ صوفیاء حدیث کی استعمال میں اصولِ تصنیف اور تخریج کے پابند رہے ہیں اور وہ کبھی بھی جعلی روایات کو شریعت کا حصہ قرار نہیں دیتے۔ عصرِ حاضر میں جب ڈیجیٹل دور نے روایات کی آسانی سے منتقلی ممکن بنا دیا ہے، اصولِ حدیث (جیسے علمِ رجال، علمِ علل اور درایۃ) کی ضرورت اس لیے بڑھ گئی ہے کہ صوفیانہ کرامات اور اذکار کی روایات کو بغیر جانچے قبول کرنے سے عقیدے میں خلل آ سکتا ہے۔ Isnaini et al. (2025) بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ صوفی hermeneutics حدیث کی باطنی تفسیر کرتے ہیں مگر ظاہری اصولِ حدیث سے انحراف نہیں کرتے۔ لہٰذا یہ اصول نہ صرف روایات کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ تصوف کو شریعت سے ہم آہنگ رکھتے ہیں اور امت کو فکری بے راہ روی سے محفوظ رکھتے ہیں۔

موضوع کی اہمیت اور عصرِ حاضر میں اس کی معنویت

اس موضوع کی اہمیت اس لیے ہے کہ عصرِ حاضر میں تصوف کو بعض حلقوں میں بدعت یا شرک سے جوڑا جا رہا ہے، جبکہ اصولِ حدیث کی روشنی میں صوفیانہ روایات کی قبولیت تصوف کو شریعت کا اندرونی پہلو ثابت کرتی ہے۔ جدید چیلنجز جیسے مادّیت، نفسیاتی تناؤ اور روحانی خلا کے دور میں صوفیانہ روایات (فضائل، کرامات، اذکار) طلبہ اور عام مسلمانوں کو باطنی سکون اور اخلاقی تربیت فراہم کر سکتی ہیں، مگر یہ صرف اس صورت ممکن ہے جب اصولِ حدیث ان کی چھان بین کریں۔ Gambari (2023) اور Isnaini et al. (2025) دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ صوفیاء نے حدیث کو نہ صرف روایت بلکہ hermeneutical طور پر بھی استعمال کیا جو عصر کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں جہاں فرقہ واریت اور فکری انتشار عام ہے، اس موضوع کی معنویت یہ ہے کہ یہ امت کو قرآن و سنت کی روشنی میں تصوف کی اصل روح سے روشناس کرا کر اتحاد اور روحانی بحالی کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا یہ تجزیہ نہ صرف علمی بلکہ عملی سطح پر بھی اہم ہے کہ صوفیانہ روایات کی قبولیت اصولِ حدیث کے ذریعے ہو تو تصوف امت کی تربیت کا ذریعہ بنے گا، ورنہ یہ فتنہ کا باعث بن سکتا ہے۔

1۔ اصولِ حدیث کا تعارف اور بنیادی مباحث

1.1 اصولِ حدیث کا مفہوم

اصولِ حدیث، جسے علمِ حدیث یا مصطلح الحدیث بھی کہا جاتا ہے، وہ منظم علم ہے جو حدیث کی جانچ پڑتال، روایت کے معیار اور ان کی قبولیت یا رد کے اصولوں پر مشتمل ہے۔ یہ علم نبی کریم ﷺ کے اقوال، افعال، تقریر اور صفات کی روایات کو سند (chain of narration) اور متن (matn) کے اعتبار سے جانچنے کا ذریعہ فراہم کرتا ہے تاکہ مستند اور غیر مستند روایات میں فرق واضح ہو سکے۔ Shakeel (2025) کے مطابق، علمِ حدیث کا مقصد نبی ﷺ کی سنت کو محفوظ رکھنا اور اس کی تصدیق کرنا

ہے جو قرآن کے بعد امت کے لیے دوسرا اہم ترین ماخذ ہے۔ اس علم میں راویوں کی سیرت (علم الرجال)، روایت کی زنجیر کی تسلسل، راویوں کی عدالت وضبط، اور متن کی عدم تضاد جیسے پہلوؤں کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں جب سوشل میڈیا پر جعلی اور بغیر سند کی روایات تیزی سے پھیل رہی ہیں، اصولِ حدیث کا مفہوم اس لیے زیادہ اہم ہو گیا ہے کہ یہ مسلمانوں کو فکری بے راہ روی سے بچاتا ہے۔ یہ علم محض تاریخی نہیں بلکہ دینی حفاظت کا آلہ ہے جو روایات کو قرآن وسنت کے دائرے میں رکھ کر ان کی صداقت کا تعین کرتا ہے۔ لہٰذا اصولِ حدیث حدیث کی روایت اور فہم دونوں کو منظم بناتا ہے اور امت کو تحریف سے محفوظ رکھتا ہے۔

1.2 اصولِ حدیث کی اہمیت

اصولِ حدیث کی اہمیت اس میں ہے کہ یہ صحیح وضعیف روایات میں واضح امتیاز پیدا کرتا ہے اور دین میں تحریف سے حفاظت کرتا ہے۔ محدثین نے صدیوں کی محنت سے یہ اصول وضع کیے تاکہ نبی ﷺ کی سنت کو جعلی اور موضوع روایات سے پاک رکھا جا سکے۔ صحیح روایات وہ ہیں جن کی سند متصل ہو، راوی عادل وضابط ہوں اور متن قرآن یا دیگر مستند روایات سے متصادم نہ ہو، جبکہ ضعیف روایات میں سند یا متن میں کوئی خلل پایا جاتا ہے۔ Umanah (2024) کے تجزیے کے مطابق، ڈیجیٹل دور میں حدیث کی تصدیق کے اصولوں کی اہمیت اس لیے بڑھ گئی ہے کہ جعلی مواد تیزی سے پھیل رہا ہے اور عوام میں دینی فہم کو متاثر کر رہا ہے۔ یہ اصول دین کی حفاظت کرتے ہیں کیونکہ اگر ضعیف یا موضوع روایات کو قبول کر لیا جائے تو عقائد، احکام اور اخلاقیات میں تحریف کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان اور دیگر مسلمان ممالک میں سوشل میڈیا پر بغیر تحقیق کے حدیثیں شیئر کی جاتی ہیں جو فرقہ واریت یا غلط فہم کا باعث بنتی ہیں۔ اصولِ حدیث اسی خلا کو پر کرتے ہیں اور محققین کو یہ صلاحیت دیتے ہیں کہ وہ روایات کی صداقت کا تعین کر سکیں۔ لہٰذا یہ علم نہ صرف علمی بلکہ عملی سطح پر بھی امت کی دینی سلامتی کی ضمانت ہے اور عصر حاضر کے فکری چیلنجز سے نمٹنے کا مؤثر ذریعہ ہے۔

1.3 روایت ودرایت کے اصول

روایت ودرایت کے اصول اصولِ حدیث کے دو بنیادی ستون ہیں جن میں سند اور متن دونوں کی تحقیق کی اہمیت کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ روایت (riwayah) کا تعلق سند کی تسلسل، راویوں کی عدالت، ضبط اور سماع سے ہے، جبکہ درایت (dirayah) متن کے مفہوم، سیاق، تاریخی پس منظر، قرآن وسنت سے مطابقت اور عقلی ومنطقی اعتبار سے جائزہ لیتی ہے۔ Sofyan (2025) کے مطابق، روایت ودرایت کا باہمی تعلق حدیث کی مکمل تصدیق کے لیے ناگزیر ہے کیونکہ صرف سند کی صحت کافی نہیں بلکہ متن بھی قرآن، دیگر مستند روایات اور عقل سے متصادم نہ ہو۔ سند کی تحقیق میں علم الرجال اور علل الحدیث جیسے علوم استعمال ہوتے ہیں، جبکہ درایت میں زبان، بلاغت، شانِ ورود اور مقاصدِ شریعت کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں جب جزوی روایات کی بنیاد پر غلط تشریحات عام ہیں، یہ دونوں اصول مل کر حدیث کو درست فہم اور اطلاق کی طرف لے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک حدیث جو سند کے اعتبار سے صحیح ہو مگر متن قرآن سے متصادم ہو تو درایت اسے رد کر دیتی ہے۔ لہٰذا روایت ودرایت کے اصول حدیث کو محض روایت سے ہٹ کر زندہ، اطلاقی اور محفوظ علم بناتے ہیں جو امت کو فکری استحکام بخشتے ہیں۔

2۔ صوفیانہ روایات کا مفہوم اور دائرۂ کار

2.1 صوفیانہ روایات سے مراد

صوفیانہ روایات سے مراد وہ منقولات ہیں جو فضائل اعمال، ذکر واذکار، کراماتِ اولیاء اور تزکیۂ نفس سے متعلق ہیں اور جو صوفیاء کرام کے ملفوظات، تحریروں اور سلسلوں کے ذریعے منتقل ہوتی رہیں۔ یہ روایات محض تاریخی قصے نہیں بلکہ باطنی تجربات، روحانی بصیرت اور قلب کی پاکیزگی پر مبنی ہیں جو طالبِ حق کو اللہ تعالیٰ کی طرف سفر میں رہنمائی کرتی ہیں۔ Isnaini et al. (2025) کے تجزیاتی مطالعے کے مطابق، صوفی روایات میں حدیث کی hermeneutics (تفسیری منہج) کا استعمال کیا جاتا ہے جس میں ظاہری متن کے ساتھ ساتھ اس کی باطنی مراد اور مقاصدِ شریعت پر گہری توجہ دی جاتی ہے۔ فضائل اعمال کی روایات طالب کو نیک اعمال کی طرف راغب کرتی ہیں، ذکر واذکار سے متعلق منقولات قلب کی صفائی اور اللہ کی یاد کو مستقل بناتی ہیں، جبکہ کراماتِ اولیاء توکل، اخلاص اور تقویٰ کی ترغیب دیتی ہیں۔ تزکیۂ نفس کی روایات نفس کی اصلاح، رذائل سے پاکیزگی اور فضائل سے آراستگی پر زور دیتی ہیں۔ عصر حاضر میں جب سوشل میڈیا پر غیر مستند کرامات اور ملفوظات تیزی سے پھیل رہے ہیں،

ان روایات کا دائرہ محدود رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ شریعت سے انحراف نہ کریں۔ یہ روایات تصوف کی روح ہیں مگر ان کی قبولیت کا معیار قرآن و سنت اور اصولِ حدیث ہی ہے۔ لہٰذا صوفیانہ روایات تصوف کے عملی پہلو کو زندہ رکھتی ہیں اور مسلمان کو ظاہری شریعت کے ساتھ باطنی اصلاح کی طرف لے جاتی ہیں، بشرطیکہ وہ مستند ہوں۔

2.2 تصوف کا اصل ماخذ

تصوف کا اصل ماخذ قرآن مجید، سنتِ نبوی ﷺ اور سیرتِ نبوی ﷺ ہے، کیونکہ تصوف قرآن کی اصطلاح میں تزکیۂ نفس اور حدیث کی اصطلاح میں احسان کا نام ہے۔ صوفیاء کرام نے ہمیشہ یہ تاکید کی ہے کہ تصوف شریعت سے الگ کوئی نظام نہیں بلکہ شریعت کا اندرونی پہلو ہے جو قلب کی پاکیزگی، اللہ کی محبت اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر مبنی ہے۔ Mannopov (2025) کے مطابق، تصوف Qur'an اور Sunnah سے اخذ کردہ اخلاق اور روحانی تربیت کا منظم علم ہے جو ihsan کی منزل تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں تزکیۂ نفس کی متعدد آیات (جیسے سورۃ الشمس) اور احادیث نبوی میں احسان کی تعریف (جیسے جبرائیل کی حدیث) تصوف کی بنیاد ہیں۔ صوفیاء نے سیرتِ نبوی ﷺ کو عملی نمونہ قرار دیا، جہاں نبی ﷺ کی زہد، توکل، ذکر اور اخلاقی کمالات صوفی سلوک کی اساس ہیں۔ ابتدائی صوفیاء جیسے حضرت حسن بصریؒ اور جنید بغدادیؒ نے تصوف کو قرآن و سنت سے الگ نہیں کیا بلکہ اسے شریعت کی تکمیل قرار دیا۔ عصر حاضر میں جب بعض حلقے تصوف کو بدعت قرار دیتے ہیں، یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیے کہ اصل تصوف قرآن و سنت کی روشنی میں نفس کی اصلاح اور اللہ کی قربت کا نام ہے۔ لہٰذا تصوف کا کوئی بھی پہلو اگر قرآن، سنت یا سیرتِ نبوی سے متصادم ہو تو وہ تصوف نہیں بلکہ انحراف ہے۔ یہ ماخذ تصوف کو مستند اور امت کے لیے مفید بناتے ہیں۔

2.3 بعد کے ادوار میں روایات کا اضافہ

بعد کے ادوار میں صوفیانہ روایات میں عوامی قصے، من گھڑت حکایات اور غیر مستند اقوال کا اضافہ ہوا جو تصوف کی اصل روح کو متاثر کرتا رہا۔ ابتدائی صوفیاء نے روایات کو قرآن و سنت سے جوڑ کر پیش کیا مگر تیسری صدی ہجری کے بعد جب تصوف عوامی سطح پر پھیلا تو بعض ضعیف، موضوع یا من گھڑت داستانوں کا دخل ہوا جو کرامات، خوابوں اور کشف کی صورت میں بیان کیے گئے۔ Mannopov (2025) نے واضح کیا ہے کہ تصوف کی اصل روح اخلاقی تربیت تھی مگر بعد میں ignorance اور commodification نے اسے corrupt کر دیا، جس سے جعلی ملفوظات اور غیر مستند حکایات عام ہو گئیں۔ مثال کے طور پر بعض صوفی سلسلوں میں اولیاء کی کرامات کی ایسی روایات بیان کی جاتی ہیں جو سند کے اعتبار سے کمزور ہیں یا عقلی و شرعی طور پر مشکوک ہیں۔ یہ اضافہ عوامی دلچسپی اور زہد کی شدت کی وجہ سے ہوا مگر اس نے تصوف کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا۔ عصر حاضر میں سوشل میڈیا نے ان غیر مستند روایات کو تیزی سے پھیلا دیا ہے جو نوجوانوں میں غلط فہم پیدا کر رہی ہیں۔ لہٰذا اصولِ حدیث کی روشنی میں ان روایات کی چھان بین ضروری ہے تاکہ تصوف قرآن و سنت کے دائرے میں رہے۔ یہ اضافہ تصوف کی کمزوری نہیں بلکہ انسانی فطرت کی کمزوری ہے جو اصل ماخذ سے انحراف کا باعث بنتا ہے۔ صحیح تصوف ہمیشہ مستند روایات پر قائم رہتا ہے۔

3۔ صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کے معیارات

3.1 سند کی تحقیق

صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا سب سے بنیادی معیار سند کی تحقیق ہے، جو راویوں کے اتصال، عدالت اور ضبط پر مبنی ہے۔ سند کی تحقیق کا مطلب ہے کہ روایت کی زنجیر نبی کریم ﷺ تک متصل ہو، کوئی راوی نہ ٹوٹا ہو اور ہر راوی نے براہ راست اپنے شیخ سے سماع کیا ہو۔ عدالت کا تقاضا یہ ہے کہ راوی مسلمان، بالغ، عاقل، فاسق نہ ہو اور اخلاقی طور پر معتبر ہو، جبکہ ضبط کا مطلب ہے کہ راوی حدیث کو درست طور پر حفظ کرنے اور منتقل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ Gambari (2023) کے تجزیاتی مطالعے کے مطابق، صوفیاء کرام بھی حدیث کی تصدیق میں ان اصولوں کو تسلیم کرتے ہیں، اگرچہ بعض اوقات روحانی بصیرت (کشف) کو اضافی معیار سمجھتے ہیں۔ تاہم روایتی محدثین کے نزدیک صوفیانہ کرامات یا ملفوظات کی قبولیت کے لیے سند کا متصل ہونا لازمی ہے، ورنہ وہ ضعیف یا موضوع قرار پاتی ہیں۔ عصر حاضر میں جب سوشل میڈیا پر بغیر سند کے کرامات اور اذکار کی روایات وائرل ہو رہی ہیں، سند کی یہ تحقیق نوجوانوں کو فکری بے راہ روی سے بچاتی ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی صوفی روایت کے راویوں میں کوئی مجہول یا متروک راوی ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاتا، چاہے وہ روحانی طور پر دلچسپ کیوں نہ ہو۔ یہ معیار نہ صرف صوفیانہ روایات کو شریعت سے

ہم آہنگ رکھتا ہے بلکہ تصوف کو قرآن وسنت کے دائرے میں محدود کر کے امت کی دینی سلامتی کی ضمانت دیتا ہے۔ لہٰذا سند کی تحقیق صوفیانہ روایات کی قبولیت کا پہلا اور ناگزیر ستون ہے۔

3.2 متن کی تحقیق

متن کی تحقیق صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا دوسرا اہم معیار ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ روایت کا متن قرآن مجید یا صحیح سنت کے خلاف نہ ہو۔ متن کی جانچ میں روایت کے مفہوم، سیاق، بلاغت اور مقاصدِ شریعت سے مطابقت دیکھی جاتی ہے۔ اگر کوئی صوفی روایت قرآن کی واضح نصوص یا متواتر احادیث سے متصادم ہو تو اسے رد کر دیا جاتا ہے، چاہے سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو۔ Khan (2007/2024 reprint) کے مطابق، حدیث کی تصدیق میں matn criticism کو sanad کے برابر اہمیت دینی چاہیے، کیونکہ متن کی عدم مطابقت اکثر سند میں خفیہ نقص کی نشاندہی کرتی ہے۔ صوفیانہ روایات میں کرامات یا اذکار کی ایسی منقولات جو شرک، بدعت یا عقائد میں تحریف کا باعث بنیں، متن کی تحقیق سے خارج ہو جاتی ہیں۔ عصر حاضر میں جب بعض صوفی حلقوں میں غیر شرعی رسوم کو کرامات سے جوڑا جاتا ہے، یہ معیار تصوف کو شریعت کا اندرونی پہلو بنا کر رکھتا ہے۔ Isnaini et al. (2025) نے بھی واضح کیا ہے کہ صوفی hermeneutics ظاہری متن کے ساتھ باطنی مراد کو دیکھتے ہیں مگر قرآن وسنت سے انحراف نہیں کرتے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی روایت توکل کا نام لے کر دنیا سے مکمل انقطاع کی ترغیب دے جو قرآن کی توازن کی تعلیم سے متصادم ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاتا۔ یہ تحقیق صوفیانہ روایات کو روحانی تربیت کا ذریعہ بناتی ہے بغیر شریعت سے انحراف کے۔

3.3 شذوذ اور علت سے پاک ہونا

شذوذ اور علت سے پاک ہونا صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا تیسرا کلیدی معیار ہے، جو روایت میں مخفی نقص کی جانچ کرتا ہے۔ شذوذ سے مراد وہ روایت ہے جو معتبر راویوں کی جماعت کے خلاف ہو، جبکہ علت وہ خفیہ عیب ہے جو سند یا متن میں پوشیدہ طور پر موجود ہو اور روایت کی صحت کو متاثر کرے۔ محدثین اس معیار سے روایت کی مجموعی صداقت کا تعین کرتے ہیں۔ Gambari (2023) نے صوفیاء کے حدیث استعمال پر بحث کرتے ہوئے بتایا کہ اگرچہ صوفیاء روحانی بصیرت پر زور دیتے ہیں مگر روایتی اصولوں میں شذوذ اور علت کی جانچ لازمی ہے تاکہ جعلی عناصر داخل نہ ہوں۔ عصر حاضر میں جب من گھڑت کرامات اور غیر مستند ملفوظات عوامی سطح پر پھیل رہے ہیں، یہ معیار صوفیانہ روایات کو پاکیزہ رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک روایت سند کے اعتبار سے صحیح لگے مگر دیگر متواتر روایات سے متصادم ہو تو اسے شاذ قرار دے کر رد کیا جاتا ہے۔ علت کی جانچ میں راوی کی کمزوری، تاریخی تضاد یا متن کی منطق ناسازگاری دیکھی جاتی ہے۔ Isnaini et al. (2025) کے مطابق صوفی تفسیر باطنی ہوتی ہے مگر یہ اصول روایت کو شریعت سے ہم آہنگ رکھتے ہیں۔ لہٰذا شذوذ اور علت سے پاک ہونے کا معیار صوفیانہ روایات کو نہ صرف مستند بناتا ہے بلکہ تصوف کو فکری اور روحانی طور پر محفوظ رکھتا ہے، جو امت کو بدعات اور تحریف سے بچاتا ہے۔

4۔ محدثین اور صوفیاء کا باہمی تعلق

4.1 محدث صوفی شخصیات

محدثین اور صوفیاء کا باہمی تعلق تصوف کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے جس میں متعدد عظیم شخصیات نے حدیث کی سند اور متن کی تحقیق کے ساتھ ساتھ باطنی تزکیہ اور روحانی سلوک کو ایک ہی منہج میں ضم کیا۔ امام نوویؒ، امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اس تعلق کی زندہ مثالیں ہیں۔ امام نوویؒ نے نہ صرف اربعین حدیث اور ریاض الصالحین جیسی حدیثی کتابیں تصنیف کیں بلکہ تصوف کے اصولوں کو بھی شریعت کے دائرے میں رکھ کر بیان کیا۔ امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں حدیث کی تفسیر کو روحانی اخلاقیات سے جوڑا اور صوفی سلوک کو فقہ و حدیث کی بنیاد پر استوار کیا۔ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، جو حنبلی محدث تھے، نے قادریہ سلسلہ کی بنیاد رکھی مگر اپنی تمام تعلیمات کو احادیث نبوی پر مبنی رکھا۔ Wright (2025) کے تجزیاتی مطالعے کے مطابق، یہ شخصیات محدث صوفی کی مثال ہیں جنہوں نے حدیث کی علمی rigor کو تصوف کے باطنی تجربے سے ہم آہنگ کیا اور امت کو شریعت و طریقت کے امتزاج کا عملی نمونہ پیش کیا۔ عصر حاضر میں جب تصوف کو بعض حلقوں میں شریعت سے الگ سمجھا جا رہا ہے، ان شخصیات کی میراث بتاتی ہے کہ حقیقی تصوف حدیث کی روشنی میں ہی ممکن ہے۔ یہ تعلق نہ صرف علمی بلکہ عملی سطح پر بھی امت کی فکری اور روحانی یکجہتی کا ذریعہ رہا ہے۔

4.2 اہلِ تصوف کی حدیث سے وابستگی

اہلِ تصوف کی حدیث سے گہری وابستگی خانقاہی نظام کی خصوصیت رہی ہے جہاں حدیث کی تدریس کو روحانی تربیت کا لازمی حصہ سمجھا جاتا تھا۔ خانقاہوں میں طالبین کو پہلے حدیث کی سند، متن اور اصولِ حدیث کی تعلیم دی جاتی تھی، پھر اسی کی روشنی میں ذکر، اذکار اور تزکیۂ نفس کا سلوک سکھایا جاتا تھا۔ یہ نظام صوفیاء کو محض عارف نہیں بلکہ محدث بھی بناتا تھا، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بغیر حدیث کے تصوف بے بنیاد ہو جاتا ہے۔ Wright (2025) نے مدینہ کے محدثین اور صوفیاء کے تعلق کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ خانقاہی تعلیم میں حدیث کی تدریس کو مرکزی حیثیت دی جاتی تھی تاکہ طریقت شریعت سے انحراف نہ کرے۔ پاکستان اور برصغیر کے صوفی سلسلوں (چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ) میں بھی خانقاہوں میں حدیث کی کلاسز لازمی تھیں جو طالبین کو فکری اعتدال اور روحانی گہرائی دونوں عطا کرتی تھیں۔ عصر حاضر میں جب ڈیجیٹل خانقاہیں اور آن لائن سلوک عام ہو رہے ہیں، یہ تاریخی وابستگی یاد دلاتی ہے کہ حقیقی تصوف حدیث کی تدریس کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ وابستگی تصوف کو نہ صرف محفوظ رکھتی ہے بلکہ اسے امت کی تربیت کا مؤثر ذریعہ بھی بناتی ہے۔

4.3 اعتدال پسند منہج

اعتدال پسند منہج صوفیاء اور محدثین کے باہمی تعلق کی سب سے بڑی خصوصیت ہے جس میں شریعت و طریقت کو ایک ہی حقیقت کے دو پہلو قرار دیا جاتا ہے۔ یہ منہج نہ تو طریقت کو شریعت پر غالب کرتا ہے اور نہ شریعت کو طریقت سے الگ سمجھتا ہے بلکہ دونوں کو لازم و ملزوم قرار دیتا ہے۔ امام غزالیؒ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ جیسے محدث صوفیاء نے ہمیشہ تاکید کی کہ طریقت شریعت کی تکمیل ہے، نہ کہ اس کی جگہ لینے والا نظام۔ Wright (2025) کے مطابق، یہ اعتدال پسند منہج امت کو فکری انتشار سے بچاتا ہے اور تصوف کو قرآن و سنت کے دائرے میں رکھتا ہے۔ عصر حاضر میں جب بعض انتہا پسند حلقے تصوف کو بدعت قرار دیتے ہیں اور بعض صوفی حلقے شریعت سے انحراف کرتے ہیں، یہ منہج دونوں کو متوازن کر کے امت کی وحدت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ خانقاہی نظام میں حدیث کی تدریس اسی اعتدال کی ضمانت تھی جو طالبین کو ظاہری احکام کے ساتھ باطنی اخلاص بھی عطا کرتی تھی۔ لہٰذا یہ منہج نہ صرف تاریخی بلکہ عصر حاضر کے فکری چیلنجز کا بھی اسلامی حل ہے جو شریعت و طریقت کی ہم آہنگی کو قائم رکھ کر مسلمانوں کو روحانی اور عملی طور پر مضبوط بناتا ہے۔

5۔ ضعیف و موضوع روایات اور صوفیانہ حلقے

5.1 فضائلِ اعمال میں ضعیف حدیث کا استعمال

ضعیف روایات کا فضائلِ اعمال میں استعمال صوفیانہ حلقوں میں ایک طویل بحث رہا ہے جسے جمہور علماء نے مخصوص شرائط کے ساتھ جائز قرار دیا ہے۔ یہ شرائط یہ ہیں کہ روایت کی کمزوری شدید نہ ہو، متن قرآن و سنت سے متصادم نہ ہو، اور اسے عقائد یا احکام کے لیے نہ بلکہ صرف ترغیب و ترہیب کے لیے استعمال کیا جائے۔ Al-Qaradawi (2024) کے تجزیاتی جائزے کے مطابق، ضعیف احادیث کو فضائل میں بیان کرنے کا مقصد دل کو متاثر کرنا اور عمل کی طرف راغب کرنا ہے، بشرطیکہ ان کی کمزوری واضح طور پر بیان کی جائے اور انہیں صحیح احادیث کے برابر حیثیت نہ دی جائے۔ صوفیاء کرام جیسے امام غزالیؒ نے احیاء علوم الدین میں اس اصول کو اپنایا اور ضعیف روایات کو اخلاقی تربیت اور تزکیۂ نفس کے لیے استعمال کیا، مگر کبھی بھی انہیں شریعت کا لازمی حکم قرار نہیں دیا۔ عصر حاضر میں جب صوفی خانقاہوں اور مجالس میں کرامات اور فضائل کی روایات بیان کی جاتی ہیں تو یہ شرائط نہ صرف روایات کی صداقت کی حفاظت کرتی ہیں بلکہ تصوف کو فکری بے راہروی سے محفوظ بھی رکھتی ہیں۔ اگر ان شرائط کی پابندی نہ کی جائے تو ضعیف روایات عوام میں غلط فہم پیدا کر سکتی ہیں، جیسا کہ آج بعض حلقوں میں دیکھا جا رہا ہے جہاں ضعیف روایات کو عقائد کا حصہ بنا لیا جاتا ہے۔ لہٰذا جمہور علماء کا یہ موقف صوفیانہ حلقوں کو شریعت کے دائرے میں رکھنے کا مؤثر ذریعہ ہے اور ضعیف حدیث کو ترغیب کا آلہ بناتا ہے بغیر دین میں تحریف کے۔

5.2 موضوع روایات کا رد

موضوع روایات کا رد صوفیانہ حلقوں میں اصولِ حدیث کا ایک غیر متزلزل اصول ہے، کیونکہ من گھڑت روایات کی حرمت تمام محدثین اور صوفیاء کے نزدیک متفقہ ہے۔ موضوع حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منسوب کی گئی ہو مگر اس کی کوئی اصل نہ ہو اور یہ جھوٹ پر مبنی ہو۔ Al-Qaradawi (2024) نے واضح کیا ہے کہ موضوع

روایات کو فضائل میں بھی قبول نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ دین میں جھوٹ کا عنصر داخل کرتی ہیں اور امت کو فکری انتشار کا شکار بناتی ہیں۔ صوفیاء کرام نے ہمیشہ موضوع روایات کو رد کیا، جیسا کہ امام غزالیؒ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ نے اپنی تحریروں میں جعلی کرامات اور من گھڑت ملفوظات سے اجتناب کیا۔ عصر حاضر میں جب بعض صوفی حلقوں میں غیر مستند داستانوں کو کرامات کا درجہ دیا جاتا ہے، یہ رد کا اصول تصوف کو تحریف سے بچاتا ہے۔ حرمت کا مطلب یہ ہے کہ موضوع روایت کو نہ صرف بیان نہیں کیا جائے بلکہ اس کی نشاندہی بھی کی جائے تاکہ عوام دھوکے سے بچیں۔ Fawzi et al. (2025) کے مطابق، آج جب سوشل میڈیا پر موضوع روایات تیزی سے پھیل رہی ہیں تو صوفیانہ حلقوں کو ان کی تردید کر کے امت کی دینی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ رد نہ صرف حدیث کی پاکیزگی بلکہ تصوف کی اصل روح—یعنی شریعت کی اطاعت—کو بھی محفوظ رکھتا ہے۔ لہٰذا موضوع روایات کا قطعی رد صوفیانہ روایات کی قبولیت کا لازمی جزو ہے جو دین کی سالمیت کی ضمانت دیتا ہے۔

5.3 عوامی سطح پر غیر مستند اقوال کا پھیلاؤ

عوامی سطح پر غیر مستند اقوال کا پھیلاؤ صوفیانہ حلقوں کے لیے ایک سنگین چیلنج ہے جو سوشل میڈیا اور ملفوظاتی انتسابات کی وجہ سے تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ آج کے ڈیجیٹل دور میں جعلی کرامات، من گھڑت ملفوظات اور بغیر سند کے صوفی اقوال وائرل ہو کر نوجوان نسل کو غلط فہم کا شکار بنا رہے ہیں۔ Fawzi et al. (2025) کے تحقیقاتی جائزے کے مطابق، عربی اور اردو سوشل میڈیا پر fabricated Hadith اور غیر مستند صوفی روایات کی وائرلٹی مذہبی غلط فہمی کو فروغ دے رہی ہے جو سیاسی اور فرقہ وارانہ مقاصد کے لیے بھی استعمال ہو رہی ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں خانقاہی ملفوظات کو بغیر تحقیق کے شیئر کیا جاتا ہے جو تصوف کی اصل تصویر کو مسخ کر دیتا ہے۔ یہ پھیلاؤ نہ صرف عوام میں عقائدی خلل پیدا کرتا ہے بلکہ صوفیاء کی مستند تعلیمات کو بھی مشکوک بنا دیتا ہے۔ عصر حاضر میں جب ڈیجیٹل لٹریسی کی کمی ہے، صوفیانہ حلقوں کو اصولِ حدیث کی روشنی میں ان اقوال کی چھان بین اور تردید کرنی چاہیے۔ Al-Qaradawi (2024) بھی اس بات پر زور دیتے ہیں کہ غیر مستند مواد کو روکنے کے لیے علماء اور صوفی شیوخ کو فعال کردار ادا کرنا چاہیے۔ لہٰذا یہ مسئلہ صرف علمی نہیں بلکہ سماجی ہے جو امت کی روحانی اور فکری یکجہتی کو متاثر کر رہا ہے۔ اگر اسے حل نہ کیا گیا تو تصوف عوامی سطح پر بدعت اور جہالت کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

6۔ صوفیانہ روایات کی جانچ میں اصولِ حدیث کی عملی مثالیں

6.1 ذکر و اذکار سے متعلق روایات

ذکر و اذکار سے متعلق صوفیانہ روایات کی جانچ میں اصولِ حدیث کا عملی اطلاق سب سے واضح مثال ہے جہاں مسنون اذکار اور غیر ثابت اذکار میں فرق واضح کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ مسنون اذکار وہ ہیں جو نبی ﷺ سے متواتر یا صحیح سند کے ساتھ منقول ہیں، جیسے صبح و شام کے اذکار، تسبیحات اور دعائیں جو قرآن و سنت میں صراحتاً موجود ہیں۔ ان کی قبولیت میں سند کا اتصال، راویوں کی عدالت و ضبط اور متن کی قرآن و سنت سے مطابقت لازمی ہے۔ Mohabbat (2024) کے تاریخی جائزے کے مطابق، تصوف کی ابتدائی تاریخ میں ذکر کو نبی ﷺ اور صحابہؓ کے عملی نمونے پر مبنی رکھا گیا تھا، مگر بعد کے ادوار میں بعض غیر ثابت اذکار (جیسے مخصوص تسبیحات کی تعداد یا خاص کلمات) خانقاہوں میں رائج ہوئے جو سند کے اعتبار سے ضعیف یا موضوع ہیں۔ اصولِ حدیث کی روشنی میں ان غیر ثابت اذکار کو قبول کرنے سے پہلے متن کی تحقیق لازمی ہے کہ وہ شرک، بدعت یا عقائد میں تحریف کا باعث تو نہیں بنتے۔ عصر حاضر میں جب ڈیجیٹل ایپس اور سوشل میڈیا پر ہر قسم کے اذکار وائرل ہو رہے ہیں، یہ اصول نوجوانوں کو بتاتا ہے کہ مسنون اذکار (جیسے لا الہ الا اللہ کی تسبیح) ہی اصل ہیں، جبکہ غیر ثابت اذکار کو صرف فضائل کے لیے، کمزوری بیان کرتے ہوئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ فرق صوفیانہ روایات کو شریعت سے ہم آہنگ رکھتا ہے اور تصوف کو باطنی اصلاح کا ذریعہ بناتا ہے بغیر ظاہری احکام سے انحراف کے۔

6.2 کراماتِ اولیاء سے متعلق روایات

کراماتِ اولیاء سے متعلق روایات کی جانچ میں اصولِ حدیث کے معیار امکان، حدود اور ثبوت کے اصول سب سے اہم ہیں۔ کرامات اللہ کی طرف سے اولیاء کے لیے غیر معمولی مظاہر ہیں مگر ان کی قبولیت کے لیے سند کی صحت، متن کی قرآن و سنت سے مطابقت اور شذوذ و علت سے پاک ہونا لازمی ہے۔ Fakhar ud Din (2025) کے تجزیے کے مطابق، مختلف مکاتبِ فکر میں کرامات کی تصدیق کے اصول مختلف ہیں مگر اصولِ حدیث کا معیار یہ ہے کہ کرامت عقائد میں تحریف نہ کرے، شریعت سے متصادم نہ ہو اور عوامی سطح پر فتنہ کا باعث نہ بنے۔ صوفیاء کرام نے کرامات کو اللہ کی محبت اور توکل کا نتیجہ قرار دیا مگر انہیں معجزاتِ انبیاء سے بالاتر نہیں سمجھا۔ مثال

کے طور پر اگر کوئی روایت اولیاء کی کرامت بیان کرے جو قرآن کی نصوص سے متصادم ہو تو اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں جب سوشل میڈیا پر کرامات کی ویڈیوز اور کہانیاں پھیل رہی ہیں، یہ اصول بتاتا ہے کہ کرامت ممکن ہے مگر اس کی حدود شریعت ہیں اور ثبوت سند پر مبنی ہونا چاہیے۔ یہ جانچ تصوف کو خرافات سے پاک رکھتی ہے اور اولیاء کی عظمت کو شریعت کے دائرے میں محدود کر کے امت کو فکری اعتدال عطا کرتی ہے۔

6.3 ملفوظات وحکایات کی تحقیق

ملفوظات وحکایات کی تحقیق میں اصولِ حدیث کا عملی اطلاق اکابرین کی طرف منسوب اقوال کی چھان بین ہے جو تصوف کی تاریخ کا اہم حصہ ہیں۔ ملفوظات (جیسے فوائد الفوادیا ملفوظات شیخ عبدالقادر جیلانیؒ) میں بیان کیے گئے اقوال کی جانچ سند، راویوں کی عدالت اور متن کی مطابقت کے ذریعے کی جاتی ہے تاکہ منسوب اقوال اصلی ہوں نہ کہ بعد میں گھڑے گئے۔ Fakhar ud Din (2025) نے مختلف مکاتبِ فکر کے اصولوں کا جائزہ لیتے ہوئے واضح کیا ہے کہ ملفوظات کی تصدیق میں درایت (matn criticism) اور روایت (sanad analysis) دونوں لازمی ہیں، ورنہ یہ حکایات عوامی جہالت کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ عصر حاضر میں جب اکابر صوفیاء کے نام پر جعلی اقوال سوشل میڈیا پر پھیل رہے ہیں، یہ چھان بین ضروری ہے کہ اقوال قرآن وسنت سے متصادم نہ ہوں اور ان کی سند متصل ہو۔ مثال کے طور پر اگر کوئی ملفوظ شیخ سے منسوب ہو مگر متن میں بدعت ہو تو اسے رد کر دیا جاتا ہے۔ Mohabbat (2024) بھی ذکر کرتے ہیں کہ تصوف کی روایات کی تاریخی ارتقا میں ملفوظات کو حدیث کے اصولوں سے جانچ کر ہی مستند قرار دیا جاتا ہے۔ یہ تحقیق نہ صرف ملفوظات کو محفوظ رکھتی ہے بلکہ تصوف کو خرافات اور جعلی انتسابات سے پاک کر کے امت کی روحانی تربیت کا ذریعہ بناتی ہے۔

7۔ عصر حاضر میں اصولِ حدیث کی ضرورت

7.1 انٹرنیٹ دور میں جھوٹی روایات کا پھیلاؤ

عصر حاضر میں اصولِ حدیث کی ضرورت سب سے زیادہ انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے دور میں محسوس ہو رہی ہے جہاں جھوٹی اور موضوع روایات تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز پر فیکٹری حدیثیں، من گھڑت کرامات اور بغیر سند کے صوفی ملفوظات وائرل ہو کر لاکھوں نوجوانوں تک پہنچ رہے ہیں، جو عقائد، اخلاقیات اور تصوف کی تصویر کو مسخ کر رہے ہیں۔ Bilal (2025) کے تجزیاتی مطالعے کے مطابق، سوشل میڈیا پر اسلامی معلومات کی تصدیق نہ ہونے کی وجہ سے fabricated Hadith اور غیر مستند صوفی روایات مذہبی غلط فہمی کو فروغ دے رہی ہیں اور سیاسی و فرقہ وارانہ مقاصد کے لیے بھی استعمال ہو رہی ہیں۔ پاکستان اور عرب ممالک میں یوٹیوب، ٹک ٹاک اور فیس بک پر ایسی روایات جو سند کے اعتبار سے موضوع ہیں، روزانہ لاکھوں ویوز حاصل کر رہی ہیں۔ Razali et al. (2025) نے یوٹیوب پر حدیث کے غلط استعمال کا جائزہ لیتے ہوئے بتایا کہ الگورتھم کی وجہ سے جھوٹی روایات تیزی سے پھیلتی ہیں اور عوام میں دینی جہالت بڑھ رہی ہے۔ یہ پھیلاؤ نہ صرف صوفیانہ روایات کی اصل روح کو نقصان پہنچا رہا ہے بلکہ امت کو فکری انتشار اور عقیدتی بحران کا شکار بنا رہا ہے۔ لہٰذا اصولِ حدیث (سند، متن، شذوذ اور علت کی جانچ) آج کا سب سے مؤثر دفاعی ہتھیار ہے جو جھوٹی روایات کو روک کر تصوف کو شریعت کے دائرے میں محفوظ رکھ سکتا ہے۔

7.2 نوجوان نسل کی فکری رہنمائی

نوجوان نسل کی فکری رہنمائی کے لیے اصولِ حدیث کی ضرورت اس لیے ناگزیر ہے کہ آج کا نوجوان سوشل میڈیا پر جزوی اور غیر مستند روایات سے متاثر ہو کر غلط فہم کا شکار ہو رہا ہے۔ ڈیجیٹل فتنہ (digital fitnah) میں AI جنریٹڈ ویڈیوز، ڈیپ فیک اور بغیر تحقیق کے وائرل ملفوظات نوجوانوں کے عقائد اور روحانی سفر کو متاثر کر رہے ہیں۔ Bilal (2025) نے سوشل میڈیا پر اسلامی معلومات کی تصدیق کے فقدان کو نوجوان نسل کے لیے بڑا چیلنج قرار دیا ہے۔ اصولِ حدیث طلبہ کو سند اور متن کی تحقیق سکھا کر تنقیدی سوچ پیدا کرتا ہے جو انہیں blind following سے بچاتا ہے۔ Razali et al. (2025) کے مطابق، یوٹیوب جیسے پلیٹ فارمز پر حدیث کی غلط تشریح نوجوانوں میں فکری بے راہروی پیدا کر رہی ہے۔ عصر حاضر میں جب نوجوان تصوف کی طرف راغب ہو رہے ہیں مگر جعلی کرامات اور غیر ثابت اذکار سے متاثر ہو رہے ہیں، اصولِ حدیث انہیں درست رہنمائی فراہم کرتا ہے کہ مسنون اذکار اور مستند صوفی تعلیمات ہی اصل ہیں۔ یہ رہنمائی نہ صرف ان کے عقیدے کو

محفوظ رکھتی ہے بلکہ انہیں تصوف کی اصل روح—یعنی تزکیۂ نفس اور اللہ کی قربت—کی طرف لے جاتی ہے۔ لہٰذا نصابِ تعلیم اور خانقاہی تربیت میں اصولِ حدیث کو لازمی جزو بنا کر ہم نوجوان نسل کو فکری طور پر پختہ اور روحانی طور پر مستحکم بنا سکتے ہیں۔

7.3 تصوف کی تطہیر اور علمی تجدید

تصوف کی تطہیر اور علمی تجدید کے لیے اصولِ حدیث کی ضرورت آج کے دور میں انتہائی اہم ہے کیونکہ یہ تصوف کو خرافات، بدعات اور غیر شرعی رسوم سے پاک کر کے اس کی اصل شریعت پسند روح کو زندہ کر سکتا ہے۔ عصر حاضر میں جب تصوف کو بعض حلقوں میں بدعت قرار دیا جا رہا ہے اور بعض صوفی حلقے شریعت سے انحراف کر رہے ہیں، اصولِ حدیث دونوں کو متوازن کر کے تصوف کو قرآن و سنت کے دائرے میں واپس لاتا ہے۔ Jenuri (2025) نے طلبہ میں روحانی خلا کو دور کرنے کے لیے صوفی اقدار کے ساتھ حدیث کی تعلیم کو مربوط کرنے کی تجویز دی ہے جو تصوف کی علمی تجدید کا ذریعہ بن سکتی ہے۔ یہ تطہیر سند اور متن کی تحقیق کے ذریعے غیر مستند ملفوظات اور جعلی کرامات کو خارج کرتی ہے اور صوفیاء کی مستند تعلیمات کو زندہ رکھتی ہے۔ Bilal (2025) بھی سوشل میڈیا پر غیر مستند مواد کے خلاف حدیث کے اصولوں کو تصوف کی حفاظت کا آلہ قرار دیتے ہیں۔ نتیجتاً تصوف نہ صرف عوامی سطح پر مقبول رہتا ہے بلکہ امت کی اخلاقی اور روحانی بحالی کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ لہٰذا عصر حاضر میں اصولِ حدیث کی منظم تدریس تصوف کی تطہیر اور علمی تجدید کا واحد راستہ ہے جو امت کو فکری اتحاد اور روحانی استحکام عطا کرے گا۔

8۔ خلاصہ

صوفیانہ روایات کی قبولیت میں اصولِ حدیث کا کردار اسلام کی علمی روایت کا ایک اہم پہلو ہے جو تصوف کو شریعت کا اندرونی اور مکمل حصہ ثابت کرتا ہے۔ اس تجزیاتی جائزے نے واضح کیا کہ قرآن و سنت ہی تصوف کے اصل ماخذ ہیں اور صوفیانہ روایات—چاہے وہ فضائلِ اعمال، ذکر و اذکار، کراماتِ اولیاء یا ملفوظات کی شکل میں ہوں—صرف اسی صورت قبول کی جا سکتی ہیں جب وہ اصولِ حدیث کے معیار پر پورا اتریں۔ سند کی تحقیق، متن کی مطابقت، شذوذ و علت سے پاکیزگی اور درایت کا استعمال صوفی روایات کو تحریف، خرافات اور جعلی انتسابات سے محفوظ رکھتا ہے۔ محدثین اور صوفیاء کے درمیان تاریخی باہمی تعلق، خاص طور پر محدث صوفی شخصیات جیسے امام غزالیؒ اور شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی میراث، اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ حقیقی تصوف شریعت و طریقت کی ہم آہنگی پر قائم ہے۔ عصر حاضر میں انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعے جھوٹی روایات کے پھیلاؤ نے اس موضوع کی اہمیت کو مزید بڑھا دیا ہے۔ لہٰذا اصولِ حدیث نہ صرف صوفیانہ روایات کی سائنسی جانچ کا آلہ ہے بلکہ تصوف کی تطہیر اور امت کی روحانی بحالی کا بھی ذریعہ ہے۔

9۔ نتائج

تحقیق کے نتائج سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صوفیانہ روایات کی قبولیت بغیر اصولِ حدیث کے ممکن نہیں۔ ضعیف روایات کو فضائل میں مخصوص شرائط کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے، مگر موضوع روایات کا قطعی رد لازمی ہے۔ سند اور متن دونوں کی تحقیق کے بغیر کرامات، اذکار اور ملفوظات کی روایات عوام میں غلط فہم اور فکری انتشار پیدا کر رہی ہیں۔ نوجوان نسل سوشل میڈیا پر غیر مستند اقوال سے متاثر ہو کر تصوف کی اصل روح سے دور ہو رہی ہے۔ تاریخی طور پر خانقاہی نظام میں حدیث کی تدریس تصوف کو اعتدال پسند رکھتی تھی، مگر آج کے دور میں اس کی کمی نے جعلی ملفوظات اور من گھڑت حکایات کو عام کر دیا ہے۔ نتائج یہ بھی بتاتے ہیں کہ اصولِ حدیث کا اطلاق تصوف کو خرافات سے پاک کر کے اسے علمی اور روحانی طور پر معتبر بناتا ہے۔ اگر ان اصولوں کو نظر انداز کیا گیا تو تصوف شریعت سے الگ ہو کر امت کے لیے فتنہ کا باعث بن سکتا ہے، جبکہ ان اصولوں کی پابندی تصوف کو امت کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا مؤثر ذریعہ بنا سکتی ہے۔

10۔ سفارشات

اس جائزے کی روشنی میں چند اہم سفارشات پیش کی جاتی ہیں۔ سب سے پہلے نصابِ تعلیم اور خانقاہی تربیت میں اصولِ حدیث کو لازمی مضمون بنایا جائے تاکہ طلبہ اور طالبینِ سلوک سند، متن اور درایت کی تحقیق سیکھ سکیں۔ دوم، سوشل میڈیا پر غیر مستند صوفی روایات اور ملفوظات کی روک تھام کے لیے علماء، صوفی شیوخ اور ڈیجیٹل لٹریسی کے ماہرین پر مشتمل کمیٹیاں قائم کی جائیں جو جعلی مواد کی نشاندہی اور تردید کریں۔ سوم، صوفی حلقوں میں فضائل اور کرامات کی روایات بیان کرتے وقت ان کی سند اور کمزوری واضح طور پر بیان کی جائے۔ چہارم، نوجوان نسل کے لیے انٹرایکٹو ایپس اور آن لائن کورسز تیار کیے جائیں جو مسنون اذکار، مستند کرامات اور اصولِ حدیث

کی تعلیم دیں۔ پانچویں، تصوف کی تطہیر کے لیے اکابر صوفیاء کے مستند ملفوظات کی جدید ایڈیشنز شائع کی جائیں اور ان کی تحقیق پر مبنی مواد عام کیا جائے۔ ان سفارشات پر عملدرآمد سے تصوف قرآن و سنت کے دائرے میں واپس آئے گا، نوجوان نسل فکری طور پر پختہ ہو گی اور امت کو روحانی استحکام نصیب ہو گا۔

References

Al-Qaradawi, Y. (2024). The use of weak ahadith to encourage virtuous deeds (S. Abu Shakra, Trans.). *Hadith of the Day*. https://hadithoftheday.com/the-use-of-weak-ahadith-to-encourage-virtuous-deeds/

Bilal, Q. (2025). The authentic status of Islamic information published on social media. *Journal of Religion and Society, 3*(02), 40–55. https://www.islamicreligious.com/index.php/Journal/article/view/117

Fakhar ud Din, M. (2025). The impact of different schools of thought on the principles of Hadith: Criteria for acceptance and rejection of narrations. *ASSA Journal*. https://assajournal.com/index.php/36/article/view/442

Fawzi, M., Ross, B., & Magdy, W. (2025). Fabricating holiness: Characterizing religious misinformation circulators on Arabic social media. *arXiv*. https://arxiv.org/abs/2508.07845

Gambari, Y. D. (2023). A discourse on Sufis' approach to the application of Ḥadīth. *International Journal of Umranic Studies, 6*(2), 1–13. https://doi.org/10.59202/ijus.v6i2.734

Isnaini, M., Askar, R. A. B., & Ghofur, A. (2025). Hermeneutics of Hadith in the Sufi tradition: Analysis the concept of Hadith interpretation among the Sufis. *Multidisciplinary Indonesian Center Journal (MICJO), 2*(3), 2521–2531. https://doi.org/10.62567/micjo.v2i3.807

Jenuri. (2025). Overcoming the spiritual emptiness of students in the modern era through the integration of Al-Ghazali's human concepts in the Islamic religious education learning model. *Cogent Education*. https://doi.org/10.1080/2331186X.2025.2497147

Mohabbat, M. D. (2024). The Sufi ritual of Zikr: A historical study. *Pakistan Journal of Law, Analysis and Wisdom, 3*(9), 253–260. https://pjlaw.com.pk/index.php/Journal/article/view/v3i09-253-260

Razali, N. N., Chowdury, M. H., & Hamisan@Khair, N. S. (2025). An analysis on the factors behind misuse of spreading Hadith in YouTube. *International Journal of Academic Research in Business and Social Sciences, 15*(7), 1622–1634. https://doi.org/10.6007/IJARBSS/v15-i7/25935

Wright, Z. (2025). The Sufi Shaykh of Ibn ʿAbd al-Wahhāb? An overview of the writings of the Madinan Ḥadīth scholar Muḥammad Ḥayāt al-Sindī. *Journal of Islamic Studies*. Advance online publication. https://doi.org/10.1093/jis/etaf013